جائے تو یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ ہدایت' نصیحت' اجتہاد' تفسیر' تاویل' استنباطِ مسائل اور استخراجِ احکام سب ایک ہی تو نہیں' ہدایت و نصیحت حاصل کرنا اور بات ہے اور مجتہدانہ اور مبصرانہ شان سے قرآن کی تفسیر اور قرآن کے معارف بیان کرنا اور بات ہے ع نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داندا

(جاری ہے)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اپنے اندر وہ استعداد و قابلیت بھی پیدا کرے اور ان شرائط کی تکمیل کرے جو اجتہاد اور تفقہ فی الدین کے لئے ضروری ہیں' اس لئے نصیحت حاصل کرنے اور ہدایت پالینے کی حد تک تو قرآن اتنا سہل ہے کہ ہر شخص اپنے ان فرائض کو جان سکتا ہے جو دین پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہیں اور کسی کو عذر کا موقع باقی نہیں رہتا' یہاں تک کہ عربی نہ جاننے والا بھی قرآن کے ترجمہ سے ہدایت اور نصیحت حاصل کر سکتا ہے' لیکن تفقہ فی الدین کا مقام حاصل کرنے کا پابند قرآن ہر شخص کو نہیں بناتا بلکہ اس کے لئے یہ حکم دیتا ہے کہ ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو تفقہ فی الدین کے لئے استعداد و قابلیت پیدا کرنے کی غرض سے اپنے آپ کو زندگی کے دوسرے مشاغل سے فارغ کرلے اور علمی مرکز میں آکر علم و تربیت حاصل کرے اور پھر لوگوں میں شعور دین پیدا کرنے کے لئے میدان میں آئے اور ابھرنے والے نت نئے مسائل بھی (اجتہاد و استنباط سے) حل کرے۔

بقیہ : ماتحت خداؤں کا تصور

"وحدت الوجود کا عقیدہ لوگوں کو عجیب و غریب الجھن میں ڈالتا ہے۔ ایک طرف خواص ہر وجود میں خدا کو دیکھتے ہیں اور عالم ہستی میں وجود حقیقی کے سوا کسی وجود کے قائل نظر نہیں آتے۔ اور دوسری طرف عام اور ان پڑھ لوگ ہر وجود اور ہر ہستی کو حلول کے نظریہ پر خدا قرار دے کر اس کی پوجا کرتے ہیں اور اس کی گھٹیا سے گھٹیا درجہ کی حالت یعنی اصنام پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔" (تفسیر الفاتحہ)

اسلام نے اس مسئلہ میں جو احتیاط کی ہے کہ خدا کی صفات کے ظہور اور عکس کے امر واقعی کو بھی تسلیم کیا اور ازلی اور ابدی خالق جو "لَيْسَ كَمِثْلِهِ" ہے اور حادث اور فانی مخلوق کے درمیان فرق بھی قائم رکھا--- وہ اسلام کے آخری دین برحق ہونے کی واضح دلیل ہے۔ ○○

حافظ ابن القیمؒ

(۶۹۱ھ تا ۷۵۱ھ)

تحریر : عبدالرشید عراقی

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) کے تلامذہ و مستفیدین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ حافظ ابن القیمؒ امام ابن تیمیہؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور انہیں ۱۶ سال امام صاحب کی مصاحبت حاصل رہی۔

نام ونسب وولادت

نام شمس الدین محمد، ابو عبداللہ کنیت، والد کا نام ابوبکر بن ایوب تھا۔ ۷ صفر المظفر ۶۹۱ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ابوبکر بن ایوب مدرسہ جوزیہ کے قیم تھے۔ اس لئے ابن القیم کہلائے[1]۔

ابتدائی تعلیم

حافظ ابن القیم نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ بعد ازاں جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، رجال، ادب، معانی، لغت، عربیت اور صرف و نحو کی تعلیم ہر صاحب فن استاد سے حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) کا نام بھی ملتا ہے۔ ان کی شاگردی میں حافظ ابن القیم نے ۱۶ سال گزارے اور تمام علوم اسلامیہ میں دسترس حال کی۔ حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ :

جب حافظ ابن تیمیہؒ ۷۱۲ھ میں مصر سے واپس آئے تو حافظ ابن القیم نے ان کی ایسی صحبت اور رفاقت اختیار کی کہ ان کے انتقال تک ساتھ نہ چھوڑا[2]۔

علمی مرتبہ

حافظ ابن القیمؒ کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا۔ تمام علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ حاصل تھی اور تمام علوم اسلامیہ پر ان کی نگاہ گہری تھی۔ علم تفسیر میں ان کی ژرف نگاہی مسلّم تھی۔ حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ :

> حافظ ابن القیم کو تفسیر و حدیث و رجال کی طرف بڑی توجہ تھی۔ وہ فقہ کے مطالعہ میں ہی مشغول رہتے تھے اور اس کے مسائل کو بڑی شرح و بسط سے لکھتے تھے۔ نحو کی تدریس اور اصول فقہ اور اصول حدیث میں اچھی مہارت تھی[۳]۔

حافظ ابن رجب الحنبلی (م ۷۹۵ھ) لکھتے ہیں کہ :

> حافظ ابن القیم کو تمام علوم اسلامیہ میں دخل تھا۔ لیکن تفسیر میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اصول دین میں بھی وہ درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ حدیث' فقہ حدیث اور دقائق استنباط میں ان کا کوئی ہمسر نہیں تھا۔ علم سلوک اور اہل تصوف کے ارشادات و دقائق پر بھی وسیع نظر تھی۔ میں نے قرآن و سنت کے معانی اور حقائق ایمانی کا ان سے بڑا عالم نہیں پایا۔ وہ معصوم تو نہ تھے لیکن میں نے ان خصوصیات میں ان کا جیسا آدمی نہیں دیکھا[۴]۔

خصائص

حافظ ابن القیم گوناگوں خصائص کے مالک تھے۔ نرم مزاج' قوی الحق' دراپنے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) سے انہوں نے علم' اخلاص اور ایمان کی دولت حاصل کی تھی۔ لیکن مزاج میں تیزی نہ تھی۔ حافظ ابن کثیر جو ان کے مخلص دوست اور رفیق درس تھے' بیان کرتے ہیں کہ :

> حافظ ابن القیم بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ محبت سب سے' حسد کسی سے بھی نہیں۔ نہ کبھی کسی کے درپے آزار ہوئے' نہ کسی کی عیب چینی کی۔ میں اکثر ان کے ساتھ رہا وہ مجھ سے محبت کا برتاؤ کرتے تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے زمانہ میں کوئی شخص ان سے زیادہ عبادت گزار رہا ہو۔ ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی' رکوع اور سجود خاصے لمبے ہوتے تھے۔ بہت سے دوست اور ساتھی اس پر کبھی کبھی

انہیں ملامت بھی کرتے تھے لیکن انہوں نے کبھی جواب نہ دیا' نہ اس معمول کو ترک کیا۵۔

مولانا محمد یوسف کوکن عمری لکھتے ہیں کہ :

حافظ ابن القیم اپنی مذہبی شدت کے باوجود نہایت خلیق اور متواضع تھے۔ ان میں اپنے استاد (شیخ الاسلام ابن تیمیہ) کی سی حدت اور شدت نہیں تھی۔ مخالفین کے ساتھ وہ اچھی طرح پیش آتے تھے۔ اس وصف میں وہ اپنے استاد سے بالکل ممتاز تھے۔ اس لئے مخالفین بھی ان کی قدر و منزلت کرتے تھے۶۔

زہد و عبادت

حافظ ابن القیم زہد و عبادت میں اپنی مثال آپ تھے۔ دن رات درس و تدریس' ذکر و اذکار اور تلاوت قرآن مجید میں بسر کرتے۔ تواضع' انکسار' اور حسن خلق میں ممتاز مقام کے حامل تھے۔ حافظ ابن رجب (م ۷۹۵ھ) لکھتے ہیں کہ :

حافظ ابن القیم کثیر العبادات اور بڑے شب بیدار تھے۔ ان کی نماز بڑی طویل ہوتی تھی۔ وہ ہر وقت ذکر و مشاغل میں لگے رہتے۔ اور ان میں محبت الٰہی اور انابت کی ایک خاص کیفیت تھی۔ ان کے چہرے پر بارگاہ خداوندی کی طرف فقر و احتیاج اور عجز و انکساری کا نور نظر آتا تھا۔ اس کیفیت میں میں نے ان کو منفرد پایا۷۔

ابتلاء و آزمائش

حافظ ابن القیم بھی اپنے استاد شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کی طرح ابتلاء و آزمائش اور مجاہدات کی منازل سے گزرے۔ ان کو بہت ایذا دی گئی۔ اونٹ پر سوار کرکے شہر میں تشہیر کی گئی' درے مارے گئے اور اپنے استاد ابن تیمیہ کے ساتھ جیل بھی گئے۔ آپ کا جرم یہ تھا کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لئے شدِّ رحال کے قائل نہ تھے۸۔ حافظ ابن القیم کی رہائی اس وقت عمل میں آئی جب جیل میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا انتقال ہوا۔ حافظ ابن القیم ایام اسیری میں تلاوت قرآن مجید اور اس کے معانی و مطالب میں مشغول رہے۔ حافظ ابن رجب (م ۷۹۸ھ لکھتے ہیں :

"ففتح علیہ من ذلک کثیر وحصل لہ جانب عظیم

من الاذواق المواجيد الصحيحه وتسلط بسبب ذلك على الكلام في علوم اهل المعارف والدخول في غوامضهم وتصانيفه ممثلة بذالك "۹

(اس سے ان کو بڑا نفع حاصل ہوا۔ ان کو اذواق و مواجید صحیحہ کا ایسا حصہ ملا جس سے اہل معارف کے علوم اور ان کے غوامض و دقائق کا سمجھنا اور سمجھانا ان کے لئے آسان ہو گیا۔ ان کی تصنیفات ان مضامین سے لبریز ہیں۔)

پروفیسر ابو زہرہ مصری (م ۱۹۶۰ء) لکھتے ہیں کہ :

جب امام ابن تیمیہؒ کو طلاق اور شد رحال کے مسائل کے بارے میں فتووں کی بنا پر آخری مرتبہ قید کیا گیا تو آپ کے شاگردوں کو بھی نشانہ ستم بنایا گیا۔ آپ کے بعض شاگردوں کو سزا بھی دی گئی۔ بعض بھاگ نکلے اور بعض کو عرصہ دراز تک قید و بند کی صعوبتوں میں ڈال دیا گیا۔ حافظ ابن القیم اسی گروہ میں شامل تھے۔ اور آپ کے سوا دوسرے شاگردوں کو رہائی ملی۔ لیکن ابن القیم امام ابن تیمیہؒ کے انتقال پر رہا ہوئے ۱۰۔

حافظ ابن القیمؒ امام ابن تیمیہؒ کے صحیح جانشین اور ان کے علوم کے مرتب' حامل اور ناشر تھے

حافظ ابن القیم شیخ الاسلام کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ۱۶ سال آپ نے استاد کی مصاحبت میں گزارے' جیل میں بھی ان کے ساتھی رہے۔ اس لئے آپ صحیح طور پر علوم ابن تیمیہؒ کے حامل' مرتب اور ناشر تھے۔ حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں :

ابن القیم نے امام ابن تیمیہؒ سے علم حاصل کیا۔ دن رات طلب علم کی دھن تھی' لہٰذا متعدد علوم و فنون میں یگانہ روزگار بن گئے ۱۱۔

پروفیسر ابو زہرہ مصری (م ۱۹۶۰ء) لکھتے ہیں کہ :

ابن القیم صحیح معنوں میں علم ابن تیمیہؒ کے حامل تھے۔ آپ نے استاد کے علم کو بڑھانے' پھیلانے اور اس کی توسیع و اشاعت میں غیر معمولی حصہ لیا۔ اسی کی طرف انہوں نے دعوت دی' اسی کی جانب سے دفاع کیا' اور اسی کی تائید کے لئے تحقیق و تنقیح کی پوری کوشش کی۔ جس چیز کی نشر و اشاعت پر انہوں نے زیادہ توجہ کی وہ فقہ

ابن تیمیہؒ تھی۔ مسئلہ طلاق پر انہوں نے ابن تیمیہؒ کے افکار و آراء کی خوب پشت پناہی کی۔۔ ابن القیم ہر لحاظ سے ابن تیمیہؒ کے وفادار جانشین تھے۔ آپ نے اپنے استاد کے طرز نگارش کو اپنایا اور آپ نے اپنے استاد کے فتاویٰ اور اصول کی پوری حمایت کی[۲۱]۔

حافظ ابن القیم کا مسلک

حافظ ابن القیم تقلید شخصی کے خلاف تھے۔ مسلک میں آپ کی میلان اپنے شیخ (امام ابن تیمیہ) کی طرح امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کی طرف تھا۔ اصول اور عقائد میں ضرور حنبلی المذہب تھے لیکن فروع میں آزاد تھے۔

علامہ عبدالحی بن العماد (م ۱۰۸۹ھ) نے آپ کو مجتہد المطلق لکھا ہے[۲۲]۔ اجتہاد کی تمام شرائط آپ میں پوری تھیں۔ اس لئے آپ کو کسی امام کی تقلید کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن بایں ہمہ آپ نے تمام عمر کسی مسئلہ میں بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے اختلاف نہیں کیا بلکہ تائید و حمایت میں اپنی عمر بسر کر دی۔ پروفیسر محمد ابو زہرہ مصری (م ۱۹۶۰ء) لکھتے ہیں :

"فانه كان القائم على تركة شيخه من بعده من حيث التحرير و المجادلة والمناظرة و قد تلقى علم ابن تيميه" واتبع به ونشره ودعا اليه وجادله عنه وحامى عليه وقد كان اخص نشره ودعا اليه الى فقهه فقد ناصر آرائه فى الطلاق وحور عبارات فى فتاويه وجمع كثير من اصوله"[۲۳]

(حافظ ابن القیم اپنے استاد کی وفات کے بعد تحریر، مجادلہ اور مناظرہ کے اعتبار سے اپنے شیخ کے علمی ترکہ کے وارث تھے۔ آپ نے ابن تیمیہؒ کے جملہ علوم کی تحصیل و تکمیل اور نشر و اشاعت کی۔ آپ نے ابن تیمیہؒ کے اقوال کی تائید و حمایت کی اور لوگوں کو ان میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی۔ طلاق کے مسئلہ میں انہوں نے ابن تیمیہؒ کے عقیدہ کی تصدیق کی اور فتاویٰ ابن تیمیہؒ کی حمایت میں عبارات تحریر کیں۔ بعینہٖ آپ نے اصول ابن تیمیہؒ کی تدوین کی)۔